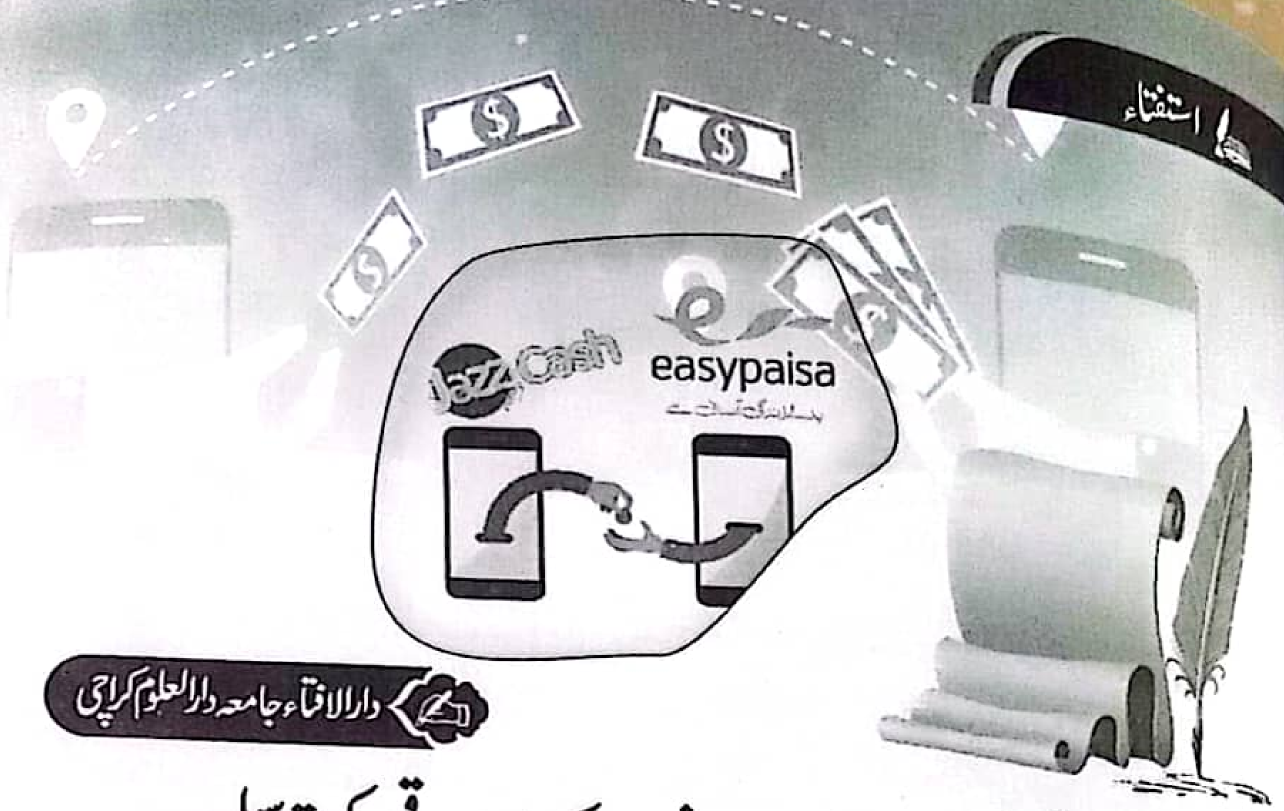

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

جاز کیش اور ایزی پیسہ وغیرہ کے ذریعہ رقم کی ترسیل پر کمپنی اور دوکاندار کے لئے کمیشن لینے کی شرعی تکییف اور حکم

بخدمت حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس دارالافتاء ومفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے!

گذارش ہے کہ ہمارے دارالافتاء میں جاز کیش اکاؤنٹ کھولنے کے بعد اس میں رقم ڈلوانے، اکاؤنٹ میں موجود رقم نکلوانے اسی طرح کسی دوسرے کے اکاؤنٹ میں ترسیل رقم پر کمیشن وصول کرنے کے مسئلہ میں غور وفکر جاری ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق اکاؤنٹ میں رقم ڈلوانے اور ترسیل رقم کی صورت میں کمپنی کوئی سروس چارجز وصول نہیں کرتی البتہ اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے پر چارجز وصول کرتی ہے اور عموماً کسٹمر کمپنی کے مخصوص بینک سے رقم نکلوانے کے بجائے قریبی دکاندار (ٹیلر رایجنٹ) سے رقم نکلواتا ہے تو کمپنی اس دکاندار کو کبھی کچھ پیسے دیتی ہے جو پہلے کچھ روپے ہوتے تھے اور اب وہ 0.33-0.05 کی شکل میں دے رہی ہے جو نہ ہونے کے

برابر کمیشن ہے، اس لئے کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ کمپنی نے کمیشن دینا بند کر دیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں، دوسری بات یہ کہ کمپنی کی طرف سے دکاندار پر کسٹمر سے کمیشن لینے پر پابندی بھی ہے۔ عام طور پر دکاندار کے پاس دو قسم کے اکاؤنٹ ہوتے ہیں (۱) رٹیلر اکاؤنٹ۔ (۲) ذاتی سادہ اکاؤنٹ۔ دکاندار کو کمپنی کی طرف سے صرف پہلے اکاؤنٹ میں کمیشن ملتا ہے۔

کمپنی نے سسٹم بنا کر اپنے اصول وضوابط مقرر کر دیئے، اور بڑی حد تک اسے اس کا حق بھی ہے لیکن دکاندار کے لئے اس میں کوئی قابل ذکر آمدنی بچت نہیں اب:۔

مسئلہ کا ایک رخ یہ ہے کہ دکاندار (رٹیلر) اکاؤنٹ چلانا بند کر دے کیونکہ کمپنی کے ضابطہ کے مطابق اس کا کوئی فائدہ نہیں، نیز یہاں فقہی لحاظ سے بنیادی طور پر قرض کے لین و دین اور قرض کی وصولی کا معاملہ ہے جس میں مشروط نفع کے لین و دین کا شرعاً کوئی جواز نہیں۔

دوسرا رخ یہ ہے کہ دکاندار کچھ نہ کچھ کام تو بہر حال کرتا ہے اگر چہ اس کی نظر اس پر ہوتی ہے کہ اس نے ایک معتدبہ رقم بیلنس اور نقد کی شکل میں اس کام کے لئے مختص کی ہوئی ہے جسے وہ انویسٹ سمجھتا ہے، اپنے عمل پر نظر نہیں ہوتی یا بہت کم ہوتی ہے اور کمپنی کمیشن برائے نام دیتی ہے اس لئے وہ کسٹمر سے کمیشن وصول کرتا ہے ، اب سوال یہ ہے کہ اس کے لئے مذکورہ تینوں صورتوں میں (رقم نکلوانا، ڈلوانا، ترسیل رقم) کسٹمر سے کمیشن لینا جائز ہے یا نہیں؟

ہمیں سرسری طور پر معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دار الافتاء سے سروس چارجز کے طور پر کسٹمر سے رقم لینے کے جواز کا فتوی دیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ کسٹمر کمپنی کو بھی کمیشن دے رہا ہے، دکاندار کو بھی، اور دکاندار کمپنی سے بھی لے رہا ہے، لہٰذا اجارہ کے معاملات کی تکییف کیا ہوگی؟ وضاحت سے تحریر فرمائیں تا کہ سمجھنا آسان ہو نیز کمپنی کے ضوابط کی پابندی دو کاندار پر کس حد تک لازم ہے؟

بینوا توجروا

والسلام

حضرت مولانا مفتی عبد الغفار صاحب حفظہ اللہ تعالی

دار الافتاء جامعہ اشرفیہ سکھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

جاز کیش یا ایزی پیسہ اکاونٹ وغیرہ میں رقم رکھنے، کسی دوسرے شخص کو بھجوانے یا ان اکاونٹ سے رقم نکلوانے پر کمیشن وصول کرنے کا شرعی حکم جاننے سے پہلے اس معاملے کی حقیقت اور فقہی تکییف جاننا ضروری ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ آج کل متعدد کمپنیاں رقم کی ترسیل، آن لائن فضائی یا ٹرین ٹکٹ بک کروانے کی قیمت اور بلوں کی ادائیگی وغیرہ کے لئے اپنی خدمات فراہم کرتی ہیں مثلاً جاز کیش (موبی کیش)، ایزی پیسہ، یو پیسہ، یوبی ایل اومنی اور ایچ بی ایل کنیکٹ وغیرہ۔ اور ان کمپنیوں کے مالی معاملات کے لئے ان کے بینک بھی ہوتے ہیں جن میں ان مالی معاملات کا ریکارڈ ہوتا ہے اور ان کی دیکھ بھال کی جاتی ہے، مثلاً جاز کیش کے لئے موبی لنک مائیکرو فنانس بینک، یو پیسہ کے لئے یو مائیکرو فنانس بینک، ایزی پیسہ کے لئے ٹیلی نار (تعمیر) مائیکرو فنانس بینک، یوبی ایل اومنی کے لئے یونائیٹڈ بینک اور ایچ بی ایل کنیکٹ کے لئے حبیب بینک لمیٹڈ وغیرہ۔ ملک کے مختلف شہروں میں ان بینکوں کی برانچیں بھی موجود ہیں۔

رقوم کی ترسیل وغیرہ کے لئے بنائے جانے والے اکاونٹ ڈیجیٹل اکاونٹ کہلاتے ہیں اور اس نظام کو برانچ لیس بینکنگ کہا جاتا ہے، کیونکہ اس قسم کے اکاونٹ کھولنے کے لئے بینک کی کسی برانچ میں جانا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ کوئی بھی موبائل صارف گھر بیٹھے اپنے موبائل پر مذکورہ اکاونٹ کی ایپلیکیشن ڈاون لوڈ کر کے یہ اکاونٹ بنا سکتا ہے۔ پھر اس میں عام طور پر دو طرح کے اکاونٹ بنائے جاتے ہیں:

۱۔ ذاتی اکاونٹ

یہ اکاونٹ کسی شخص کے ذاتی استعمال کے لئے ہوتا ہے، اور اس میں رقم کی ترسیل کے لئے یومیہ اور ماہانہ ایک حد مقرر ہوتی ہے مثلاً یومیہ پچاس ہزار روپے اور ماہانہ دو لاکھ روپے، اس مقررہ مقدار سے زیادہ رقم استعمال نہیں کی جا سکتی۔ البتہ بعض کمپنیوں میں اس اکاونٹ کو بزنس اکاونٹ میں تبدیل کرنے کا اختیار ہوتا ہے جس کی وجہ سے رقم کی تحدید میں اضافہ ہو جاتا ہے یا تحدید ختم کر دی جاتی ہے۔ اس اکاونٹ کو استعمال کرنے کی وجہ سے کمپنی کی طرف سے کوئی کمیشن نہیں دیا جاتا۔

۲۔ ریٹیلر اکاونٹ

یہ دوکانداروں کے لئے اکاونٹ ہے جس میں رقم کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے، اور اس اکاونٹ کے ذریعہ رقم کی ترسیل وغیرہ پر کمپنی کی طرف سے دوکانداروں کو کمیشن بھی دیا جاتا ہے، اور اس صورت میں دوکاندار کمپنی کے نمائندہ کی حیثیت سے رقموں کی وصولی اور ترسیل کا کام انجام دیتے ہیں۔

جب کوئی شخص دوکاندار کو رقم دیتا ہے اور وہ اس کو اپنے ریٹیلر اکاونٹ میں جمع کرتا ہے تو اس کی جمع کروائی ہوئی رقم کمپنی کے پاس موجود دیگر رقوم کے ساتھ خلط ہوجاتی ہے، اس کے بعد جب وہ کسی دوسرے شخص کو یہ رقم بھیجتا ہے یا کوئی بل وغیرہ ادا کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ کمپنی بعینہٖ اس شخص کی ڈلوائی ہوئی رقم نہیں بھیجتی بلکہ اس کی مثل دوسری رقم بھیجتی ہے، اور کمپنی اپنی ان خدمات میں سے بعض خدمات مفت فراہم کرتی ہے اور بعض کے بدلے میں رقم بھیجنے والے شخص سے کمیشن وصول کرتی ہے جو کہ عام طور پر متعین رقم کی صورت میں ہوتا ہے، مثلاً پانچ ہزار روپے بھیجنے کی صورت میں بالفرض تین سو روپے اور دس ہزار روپے بھیجنے کی صورت میں چھ سو روپے کمپنی وصول کرتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ صارف نے جتنی رقم جمع کروائی ہو اس میں سے کمیشن کے بقدر رقم کی کٹوتی کمپنی کرلیتی ہے، بعض کمپنیاں ان اکاونٹ میں مخصوص مقدار میں رقم ہر وقت موجود رکھنے کی صورت میں کچھ فوائد کی پیشکش بھی کرتی ہیں، مثلاً کال کرنے کے لئے منٹس، ایس ایم ایس اور انٹرنیٹ کی خاص مقدار مفت مہیا کرتی ہیں۔ چونکہ اس طرح کا معاملہ کرنے والی متعدد کمپنیاں ہیں اس لئے کمیشن کی مقدار میں فرق ہے، البتہ سب کا طریقہ کار تقریباً یکساں ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ تین امور پر مشتمل ہے:

(۱) اکاونٹ میں رقم ڈالنا۔

(۲) کمپنی کا رقم بھیجنے یا نکلوانے پر کمیشن وصول کرنا۔

(۳) کمپنی کا اکاونٹ میں رقم موجود رکھنے کی شرط پر مفت منٹس، ایس ایم ایس اور مفت انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کرنا۔

ان تین میں سے ہر ایک کا شرعی حکم درجِ ذیل ہے:

(۱)۔ اکاونٹ میں رقم ڈالنا:

جب کوئی کسٹمر جاز کیش یا ایزی پیسہ اکاونٹ وغیرہ میں رقم ڈالتا ہے تو اس کی یہ رقم مضمون ہوجاتی ہے، اور کمپنی کی تعدی کے بغیر بھی اگر یہ رقم ضائع ہوجائے تو کمپنی کے ذمہ اس کی ادائیگی واجب ہوتی ہے، اس رقم کے مضمون ہونے کی تین وجوہ ہیں:

۱۔۔۔ اگرچہ کسٹمر اس رقم کو بطور امانت جمع کرواتا ہے، لیکن یہ رقم کمپنی کے پاس موجود دیگر رقوم کے ساتھ خلط ہوجاتی ہے، اور امین اگر امانت کو مخلوط بالغیر کردے تو اس پر ضمان لازم ہوتا ہے، لہٰذا جب یہ رقم کمپنی کی دیگر رقوم کے ساتھ خلط ہوگئی تو امانت نہ رہی بلکہ مضمون بن گئی جس کی وجہ سے یہ معاملہ امانت سے نکل کر اِقراض و استقراض کے حکم میں داخل ہوگیا اگرچہ متعاقدین کا یہ قصد نہ ہو۔ لہٰذا یہ رقم کمپنی کے ذمہ کسٹمر کا قرض بن گئی اور تعدی کے بغیر بھی اگر یہ رقم ضائع ہوجائے تو کمپنی کے ذمہ اس کی ادائیگی واجب ہوگی۔

اس صورت میں کمپنی اجیرِ مشترک ہے اور اجیرِ مشترک سے حضراتِ صاحبینؒ کے نزدیک ضمان لینا جائز ہے، الّا اذا لم یکن الضیاع بفعله، و کان بامر لا یمکن الاحتراز عنه، وذلک نادر فیما نحن فیه، وبقولهما یفتیٰ لتغیر احوال الناس، وبه یحصل صیانة اموالهم (شامیة: ج۶ ص ۶۵)

امین سے ضمان نہ لینا اس صورت میں ہے جبکہ وہ امین بلا اجر ہو، لیکن اگر وہ امین بالاجر ہو تو اس سے ضمان لینا درست ہے کما قال فی الدر فی باب الودیعة: وهی امانة فلا تضمن بالهلاک الّا اذا کانت الودیعة باجر (الدر المختار: ج ۵ ص ۶۶۴)۔ اگرچہ اجیرِ مشترک اور مُودَع بالاجر میں فرق ہے کہ اجیرِ مشترک مستاجَر علی العمل ہوتا ہے اور مودَع بالاجر مستاجَر علی الحفظ ہوتا ہے، اور ہماری صورت میں کمپنی مستاجر علی الحفظ نہیں بلکہ مستاجر علی العمل ہے اس لئے مذکورہ صورت میں جوازِ ضمان کا مدار حضراتِ صاحبینؒ کے نزدیک اجیرِ مشترک پر وجوبِ ضمان کے قول پر رکھنا اولیٰ ہے۔ (راجع امداد الاحکام: ج ۳ ص ۵۷۷، کتاب الاجارۃ)

وجوبِ ضمان کی مذکورہ بالا تین وجوہ میں سے پہلی وجہ کے اعتبار سے یہ معاملہ قرض کا ہے، جبکہ آخری دو وجہوں کے اعتبار سے یہ معاملہ اجارہ کا ہے۔

(۲)۔ کمپنی کا رقم بھیجنے یا نکلوانے پر کمیشن وصول کرنا

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ مذکورہ معاملہ چونکہ ایک جہت سے قرض کا ہے، اور قاعدہ کلیہ ہے کہ

الاقراض تقضی بامثالھا اور منصوص ہے کہ قرض میں کمی بیشی کی شرط رِبا میں داخل ہے لہٰذا اس طریقہ کار کے ذریعہ رقم بھیجنے والے کی رقم میں سے کمیشن کے نام سے کمپنی جو کٹوتی کرتی ہے وہ رِبا کے حکم میں ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہونی چاہئے، جیسا کہ منی آرڈر کے مسئلہ میں فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرّہ نے تالیفاتِ رشیدیہ ص ۴۱۰ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجنا نادرست ہے اور داخلِ ربوا ہے اور یہ جو محصول دیا جاتا ہے نادرست ہے۔"

اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرّہ نے امداد الفتاویٰ میں ایک مقام پر (ج ۳ ص ۱۴۲) منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھیجنے کو اسی وجہ سے منع فرمایا ہے، لیکن چونکہ بھیجنے والا اس رقم کو قرض نہیں سمجھتا، اور یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کمپنی کو یہ رقم قرض دے رہا ہے بلکہ وہ امانت سمجھ کر دیتا ہے، نیز کمپنی بھی اپنا کمیشن یا فیس اپنے انتظامی کاموں مثلاً رقم وصول کرنا، اس کا اندراج کرنا، دوسرے کو منتقل کرنا، ریکارڈ مرتب کرنا اور اس نظام کے دیگر متعلقہ امور کی وجہ سے وصول کرتا ہے اور اس میں ابتلائے عام بھی ہے اسی لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے اس کے جواز کی طرف رجحان ظاہر فرمایا، چنانچہ امداد الفتاویٰ (ج ۳ ص ۱۴۵) میں ہے:

"خلاصہ یہ ہے کہ جوازِ منی آرڈر کی وہ تاویل جو سائل نے نقل کی ہے (یعنی اس معاملہ کو اجارہ اور فیس کو روپیہ پہنچانے کی اجرت کہا جائے) صحیح نہیں، اور یہ معاملہ اقراض اور استقراض ہی میں داخل ہے، اگرچہ متعاقدین کا یہ قصد نہ ہو، جس طرح سے کہ امانت کے باذن صرف کردینے سے وہ قرض ہوجاتا ہے گو اس کا قصد نہ ہو، البتہ فیس کو اجرتِ کتابت و روانگی فارم کہہ کر حرمتِ تفاضل کو رفع کیا جاسکتا ہے لیکن کراہتِ سفتجہ کے رفع ہونے کی کوئی وجہ خیال میں نہیں آتی، گو ابتلائے عام کی وجہ سے دل ضرور چاہتا ہے کہ اس کی بھی کوئی وجہ نکل آوے، اور اکثر غور بھی کیا جاتا ہے، اور اس کا انتظار بھی رہتا ہے کہ کوئی دوسرے صاحب علم مطلع فرمادیں حتیٰ کہ اگر یہ بھی نقلِ صحیح سے معلوم ہوجائے کہ سفتجہ کے جواز کی طرف ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گئے ہیں تب بھی بضرورت اس پر عمل کرنے کو جائز کہا جاوے گا"۔

نیز اگلے صفحہ پر حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

منی آرڈر مرکب ہے دو معاملوں سے، ایک قرض جو اصل رقم سے متعلق ہے، دوسرے اجارہ جو فارم لکھنے

اور روانہ کرنے پر بنامِ فیس کے دی جاتی ہے، اور دونوں معاملے جائز ہیں، پس دونوں کا مجموعہ بھی جائز ہے، اور چونکہ اس میں ابتلائے عام ہے اس لئے تاویل کر کے جواز کا فتویٰ مناسب ہے۔

جہانتک سُفتجہ کا تعلق ہے تو حضراتِ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات کے مطابق سفتجہ کا مفہوم یہ ہے کہ سفتجہ ایسے مالی معاملے کو کہتے ہیں جس میں ایک شخص کسی شہر میں دوسرے شخص کو قرض دیتا ہے تاکہ یہ مقروض یا اس کا نمائندہ قرض دینے والے یا اس کے وکیل کو دوسرے کسی شہر میں یہ قرض واپس کرے، اور اس معاملے سے قرض دینے والے کا مقصد راستے کے خطرات سے حفاظت حاصل کرنا ہو۔ اس کے حکم کے بارے میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضراتِ فقہاءِ حنفیہ اور شافعیہ رحمہم اللہ سے اس کی کراہت منقول ہے، جبکہ حضراتِ فقہاءِ حنابلہ رحمہم اللہ اس کے جواز کے قائل ہیں، اور حضراتِ مالکیہ" کے نزدیک بھی یہ مکروہ ہے، البتہ دو حالتیں کراہت سے مستثنیٰ ہیں:

۱۔ جب سارے راستے ہی جان و مال کے لئے پُر خطر ہوں اور کوئی راستہ محفوظ نہ ہو، تو ایسی صورت میں مالکیہ کے نزدیک سفتجہ جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحب اور بعض صورتوں میں واجب ہے۔

۲۔ اس بات پر کوئی دلیل قائم ہوجائے کہ قرض دینے والے کا مقصد صرف مقروض کو نفع پہنچانا ہے، مُقرِض یا مُقرِض و مستقرض دونوں کا نفع مقصود نہیں ہے۔

ان دو حالتوں میں مالکیہ کے نزدیک سفتجہ جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ حضراتِ فقہاءِ کرامؒ کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سفتجہ کی کراہت اس صورت میں ہے جبکہ قرض دینے والے کا مقصد راستے کے خطرات سے اپنے آپ کو محفوظ کرنا ہو، جبکہ جاز کیش اور ایزی پیسہ وغیرہ میں ظاہر ہے کہ یہ مقصد نہیں ہے بلکہ اصل مقصد دوسرے شہر یا دوسرے شخص کو رقم بھیجنا ہے، اگر کمپنی اس کو امانت کے طور پر قبول کرے تو بھیجنے والا بھی اس پر راضی ہوگا، اور بھیجنے والے کے ذہن میں یہ بات بالکل نہیں ہوتی کہ وہ کمپنی کو قرض دے رہا ہے، البتہ کمپنی کے دیگر اموال کے ساتھ خلط ہونے کی وجہ سے یہ رقم حکم کے اعتبار سے قرض بن جاتی ہے اور اس کا حکم قرض والا ہوجاتا ہے، لہٰذا یہ رقم ابتداءً امانت ہے اور خلط کی وجہ سے انتہاءً قرض ہے۔ اس تفصیل کے ساتھ ظاہر ہے کہ یہ اُس سفتجہ سے جُدا چیز ہے جس کو حضراتِ فقہاءِ کرام نے مکروہ فرمایا ہے۔ (تفصیل کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی تالیف فقہ البیوع علی المذاهب الاربعة ج ۲ ص ۷۵۰ کا مطالعہ

فرمائیں۔

خلاصہ یہ کہ جاز کیش وغیرہ کے ذریعہ رقم کی ترسیل پر یا اکاونٹ سے رقم نکالنے کی صورت میں چونکہ کمپنی کچھ افعال انجام دیتی ہے مثلاً رقم وصول کرنا، اس کا اندراج کرنا، دوسری جگہ رقم کی منتقلی کا نظم قائم کرنا اور رقم حوالے کرنا وغیرہ اور کمیشن کو ان افعال کی فیس قرار دینا ممکن ہے، لہٰذا کمپنی کے لئے اس پر متعین کمیشن لینا جائز ہے، اور جہاں تک کراہتِ سفتجہ کا تعلق ہے تو اوّل تو یہ معاملہ سفتجہ میں داخل نہیں، لیکن اگر اس کو سفتجہ میں داخل تسلیم بھی کرلیا جائے تو ابتلائے عام کی ضرورت وجہ سے حضراتِ حنابلہؒ کے قول کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے جیسا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ:

اگر یہ بھی نقل صحیح سے معلوم ہوجائے کہ سفتجہ کے جواز کی طرف ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گئے ہیں تب بھی بضرورت اس پر عمل کرنے کو جائز کہا جاوے گا۔

دوکانداروں کا رقم وصول کرنے والوں سے اضافی کمیشن لینا

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جاز کیش وغیرہ کے ذریعہ رقم کی ترسیل یا وصولی پر کمیشن لینا کمپنی کے لئے جائز ہے، البتہ کمپنی کی طرف سے مقرر کردہ دوکاندار چونکہ کمپنی کے نمائندہ اور وکیل ہونے کی حیثیت سے کسٹمر سے رقم کی وصولی اور ادائیگی کا کام انجام دیتے ہیں جس پر کمپنی ان کو متعین اجرت ادا کرتی ہے، نیز کمپنی کی جانب سے اپنے نمائندوں یعنی دوکانداروں کو کسٹمر سے کمپنی کے طے شدہ چارجز کے علاوہ اضافی رقم لینے کی ممانعت بھی ہے اس لئے دوکانداروں کا رقم وصول کرنے والوں سے اضافی کمیشن لینا جائز نہیں، کیونکہ یہ کمپنی سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی ہے اور رشوت کے حکم میں ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے ۔اگر کمپنی کی جانب سے دوکانداروں کی اجرت غیر معمولی حد تک کم ہو جس کی وجہ سے دوکانداروں کو مشکلات کا سامنا ہو تو ایسی صورت میں کمپنی سے گفت وشنید کرکے اجرت بڑھانے کا مطالبہ کریں، لیکن اگر اس کے باوجود کمپنی دوکانداروں کی اجرت میں اضافہ نہ کرے تو وہ یہ کام انجام دینے سے معذرت کرسکتے ہیں ۔لیکن کمپنی کی طرف سے اجرت کم ہونے کی وجہ سے کسٹمر سے اضافی رقم وصول کرنا جائز نہیں۔

البتہ اگر کوئی دوکاندار کسی کسٹمر کی رقم بھیجنے کے لئے کمپنی میں رجسٹرڈ اپنا ریٹیلر اکاونٹ استعمال نہ کرے بلکہ اپنا ذاتی اکاونٹ استعمال کرے اور کمپنی کی طرف سے ایسا کرنے کی ممانعت بھی نہ ہو تو ایسی صورت

میں اس کے لئے رقم کی ترسیل پر اپنی طرف سے سروس فراہم کرنے کی وجہ سے کسٹمر سے طے کر کے اجرت لینے کی گنجائش ہوگی۔

(۳) ۔کمپنی کا اکاونٹ میں رقم موجود رکھنے کی شرط پر مفت منٹس، ایس ایم ایس اور مفت انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کرنا:

اسی معاملہ میں بعض کمپنیوں کی طرف سے یہ پیشکش کی جاتی ہے کہ اگر مذکورہ اکاونٹ میں ایک مخصوص مقدار میں رقم ہر وقت موجود رہے تو کمپنی کی طرف سے فون کال کے لئے منٹس، ایس ایم ایس اور انٹرنیٹ کی ایک مخصوص مقدار کسٹمر کو مفت فراہم کی جائے گی، اور اگر اکاونٹ میں رقم موجود نہ رہے تو یہ فوائد حاصل نہیں ہوں گے۔

اس صورت کا حکم اگرچہ سائل نے سوال میں نہیں پوچھا ہے لیکن چونکہ یہ بھی مذکورہ معاملہ کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کا حکم بھی بیان کرنا مناسب ہے۔ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جاز کیش اور ایزی پیسہ وغیرہ اکاونٹ میں جو رقم جمع کروائی جاتی ہے، اس کی شرعی حیثیت قرض کی ہے اور اسے برقرار رکھنے کی شرط پر کمپنی کا کسٹمر کو مفت منٹس اور ایس ایم ایس وغیرہ کی سہولت دینا قرض پر مشروط نفع ہے، اور قرض پر کسی قسم کا مشروط نفع لینا، دینا سود ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے، لہٰذا کمپنی کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر مذکورہ سہولیات حاصل کرنے کے لئے اکاونٹ میں کوئی متعین رقم رکھنا مشروط نہ ہو تو اس صورت میں کمپنی کی طرف سے دی جانے والی سہولیات کا استعمال جائز ہے کیونکہ یہ کمپنی کی طرف سے تبرع ہے۔

(بندہ محمود الحسن عفی عنہ)
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۷/شوال المکرم ۱۴۴۴ھ
18/مئی 2023ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ

الجواب صحیح
حسان اشرف عفی عنہ
۸/۱۱/۱۴۴۴ھ